

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان جسٹریڈ لاپورٹ ۵

شہادت زارِ کربلا

(دوسرا ایڈیشن)

HABIB ELECTRIC TRADING CO.

4740

ازافادات

کارسید العلماء علامہ الحاج سید علی نقی نقوی
مجمد العصر طے

قیمت ار

امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلہ اشاعت کا اکاؤنٹ گراں قدر کتابچہ شہادت زار کر بلا آپ کے پیش نظر ہے
یہ سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی صاحب قبلہ محبت العصر مدظلہ العالی کی اس
بتدریج تقریر پر مشتمل ہے جو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے "شام غریباں" نشر ہوئی اور جس کو
امامیہ مشن لکھنؤ نے بصورت رسالہ شائع کیا تھا۔ ہمارے لیے یہ امر باعث فخر ہے
کہ افراد ملت نے اس کتابچہ کو بڑا پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ نہایت قلیل عرصہ میں دوسرا
ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔

اس کتابچہ میں سرکار سید العلماء مدظلہ نے جس قدر دردناک پیار یہ من شہاد ناکر کا
کی تصویر کشی ہے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہیں یقین ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان
بھی اسکو پڑھتے وقت اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے گا۔ کیونکہ ہر سرکار محمد رح دور
حاضرہ کی وہ واحد شخصیت ہیں جنکی طرز تحریر کی سبب آفرینی کے اپنے بیکانے سمجھنا میں
آج کل ہمارے پاکیزہ مسدک کے حالات بہت زیادہ غلط فہمیاں پھیلائی
جا رہی ہیں اور حسین مظلوم کے خون ناحق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں جاری
ہیں ایسے حالات میں تحفظ دین اور تبلیغ حسینیت کے لیے تبلیغی ٹریجر کی مفت
تقسیم حد درجہ لازمی ہے۔ امامیہ مشن پاکستان نے کر بلا کی عظیم قریانیوں کی نشر و اشاعت
کے لیے حسینی فنڈ قائم کیا ہے۔ معطلی حضرات کو رقم عطیہ سے دو گنی قیمت (لحد
منہائی اخراجات کو) کے رسائل قبل از محرم بھیجے جاتے ہیں تاکہ مجالس اور
مجلس ہائے کے ہمراہ مفت تقسیم کیے جاسکیں افراد ملت بالخصوص ہر شعبہ اہل
سے ہم پند و درخواست کرتے ہیں کہ وہ حسینی فنڈ کو کامیاب بنا کر ثواب دارین
حاصل کریں۔ نومبر ۱۹۵۹ء جنرل سیکریٹری امامیہ مشن پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کس کے دل میں اتنی طاقت ہے کہ وہ آج شہادت زارِ کربلا کی سیر کرے۔

ایک دل الجھانے والی خاموشی، ایک دم گھٹانے والی اداسی، وہ قافلہ جو دوسری عمر کو اس سرزمین پر اتر آتا تھا، آج اپنا اسباب باندھ کر چلا جا چکا ہے۔ اس لیے سنا چھایا ہوا ہے یقیناً یہ منظر دل ہلا دینے والا ہے۔ مگر انسان بھی عجیب چیز ہے وہ ہر نئے حادثہ کی کیفیتیں دیکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ چاہے بعد میں اس کو تکلیف بھی پہنچے پھر بھی وہ واقعات ضرور معلوم کرتا ہے۔ جب ایسا ہے تو ذرا دل مضبوط کر کے میرے ساتھ چلو اور کربلا کے مختلف مناظر کی اسوقت سیر کرو۔

وہ دیکھو ایک ہیشمار خیموں اور چھوٹا دیواروں کا سلسلہ جن میں سے اکثر میں چراغ روشن ہیں اور وہ بہت سے خیموں کے جھرمٹ میں ایک بڑا خیمہ جس میں تیز روشنی ہے۔ ضرور یہ روشنی تمہاری نگاہ کو سب سے پہلے جذب کرے گی۔ اس لیے چلو یہاں دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ نیریدی فوج کے سالار عمر سعد کا خیمہ ہے۔ جہاں اسوقت فتح کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ تمام بڑے افسر جمع ہیں پیغمبر اسلامؐ کے نواسے کا تین دن کی بھوک پیاس میں خنجر ظلم سے گلا کاٹنے والے اپنے کارنامے پر ناز کر رہے ہیں اور ایک ایک شہید کی شجاعت کے تذکرہ کے ساتھ اس کے قتل کے نیوالے کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔ اگرچہ سیکڑوں زخموں سے اسوقت نہ خیموں کی کراہ کی آواز اور بیسیوں سے مقتولین کے غم میں نالہ و شیون کی آوازیں بھی بلند ہیں مگر نتیجہ کی کامیابی نے کانوں کو اس طرح کی آوازوں سے بند کر دیا ہے۔ اور شراب ناسب کے دور کے ساتھ فتح و ظفر کا نشہ سب کو بخود بنائے ہوئے ہے۔ یقیناً ہے کہ تم سلیمہ میں ایک شریف انسانی دل رکھتے ہو اس لئے اس منظر کو دیکھ کر خوشی میں

شریک ہونے کے بجائے نفرت و حقارت کے جذبات محسوس کرنے لگو گے۔ تمہارا ضمیر ملامت کرے گا۔ اور تمہاری انسانیت چیخ اٹھے گی۔ بھلا وہ فتح بھی کوئی فتح ہے جسے کم از کم تیس ہزار کی فوج بہتر بھوکوں اور پیاسوں کے مقابلہ میں اپنے لاتعداد سپاہیوں کو کھوکھو کر جنگ مغلوبہ سے حاصل کرے۔ وہ بہتر جن میں سب لڑنے کے قابل بھی نہ ہوں بلکہ ان میں انٹی برس کا بڈھا اور چھ مہینہ کا بچہ بھی داخل ہو۔ کیا اسی فتح پر ناز کرنا انتہا درجہ کی کم ظرفی اور پست نگاہی نہیں ہے؟ کیا یہ فتح حقیقتاً فتح ہے۔ نہیں نہیں وہ شکست ہے جس کی گرد ملت اس فوج اور اس کی ظالم حکومت پر ہمیشہ کے لئے چھائی رہے گی۔

یہ خیالات یہاں کے طرب و نشاط کے سامان خوشی و مسرت کے شادیانوں اور ناولوں کی دل چسپیوں کو ایک حساس دل کے بے کیف بنا دیتے ہیں۔ جی گھبرانے لگتا ہے۔ اور بیسیاختہ دل چاہتا ہے۔ کہ یہاں سے نکل کر میدان کی ٹھہلی ہوا میں سانس لیکر غم غلط کیا جائے۔ وہ دیکھو نہر فرات لہریں لے رہی ہے۔ پانی دور پہ سے نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ راستہ صاف ہے۔ وہ پہرہ جو تین دن سے اس پانی پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ چکا ہے۔ وہ ہزاروں سپاہیوں کے پرے جو دن رات جھر رہتے تھے آج ہٹائے جا چکے ہیں اس لیے کہ وہ شیر جن کے نیم جان بنانے کے لیے پانی کی بندش ہوئی تھی اب بھر کر ساحل فنا کے اس پار پہنچ چکے ہیں۔

دریا کا کنارہ پریشانیوں کے سکون کے لیے بہترین جگہ ہے۔ مگر دریا کے ساحل پر خون کی بو آ رہی ہے۔ موت کے قدموں کے نشان ہر طرف نظر آتے ہیں کسی شیر کے نعروں کی صدا اب تک گونج رہی ہے گسے ہوئے خون کا سلسلہ مہمانی کرتا ہوا آگے لے جاتا ہے۔ قدم ٹھٹکتے ہیں اول دھڑکتا ہے ایک نامعلوم عرب کا احساس دور باش کی صدا دیتا ہے

غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ترائی میں ایک شیر آرام کر رہا ہے جس کے گرد پیش بہت دور تک ساحل کی تمام بالو خون سے گندھی ہوئی ہے جسم تمام زخموں سے چور ہے۔
 شرف کا ہے۔ ہاتھ دونوں جسم سے جدا ہیں مگر کٹے ہوئے ہاتھ کے شانہ میں مشک کا تھما بتک پھنسا ہوا ہے۔ وہ مشک جس میں سوراخ ہے۔ اور اسکا پانی تمام بہ چکا ہے جس نے بہادر کے جسم سے بہے ہوئے خون کی روانی میں اضافہ کر کے زمین مقفل کو دور تک رنگین بنا دیا ہے۔ ڈھال تو بہت دور پڑی ہے۔ مگر تلوار دھن کے قریب ہے۔ جھنڈا جو ہوا میں ہرار ہا تھا۔ وہ اب زمین پر ہے مگر بہادر کا سینہ علم کا اب بھی محافظ ہے

یہ ہے علی کا شیر حسین کا قوت بازو اور علمدار ایسی سکینہ کا سقا، قمر بنی ہاشم عباس جو حسین فوج کا سب سے آخری سپاہی تھا جس نے سب سے آخر میں حسین سے اجازت جہاد طلب کی مگر امام نے پھر بھی لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ فقط پھول کی پیاس بجھانے کیلئے پانی کی سبیل سید کرنے کا حکم دیا۔ وفادار عباس کی یہ یادگار کامیابی تھی۔ کہ وہ فوج کا پہرہ ہٹا کر مشک میں پانی بھر لینے میں کامیاب ہوئے مگر افسوس کہ بھری ہوئی مشک لیکر خیمہ تک پہنچنا ممکن نہ ہوا تیر نے مشک کو چھید کر تمام پانی بہایا اور عباس نے سیکڑوں زخم کھا کر اپنے جسم کا تمام خون بہا دیا عباس مشک و علم کے ہوتے ہوئے بھی دشمن کے احساس میں بے بس نہیں تھے۔ آخر دونوں ہاتھ جدا کر دیئے گئے مگر پھر بھی عباس جب تک خود گھوڑے سے نہیں گرے علم کو زمین پر نہیں گرنے دیا۔ مگر وہ علم اس کے بعد بھی حقیقت میں گرنے نہیں پایا۔ آج ہزاروں علم اسی ایک علم کی یاد میں ہزاروں کے کا ندھوں پر اٹھ رہے ہیں۔ اور ہر تعزیر خانہ میں حسین کے نام ضریح تو ایک ہوتی ہے۔ مگر علم کثرت کے ساتھ نصب ہوتے ہیں یہ اشارہ ہے اس کا کہ عباس آگودنیا میں نہ رہے مگر ان کا علم آج تک اونچا ہے اور

ہمیشہ اونچا رہے گا، کیونکہ حق کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہیں ہوتا۔

یہ منظر یقینی اگر ایک طرف دل میں جوش، ولولہ، حق پر مر مٹنے کا حوصلہ پیدا کرتا اور رگوں میں خون کی روانی بڑھاتا ہے۔ تو دوسری طرف ایک ایسے بہادر کی لاش کا یہ جان فرسا عالم دل کی رگیں بھی توڑنے لگتا ہے۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں وہ آنسو جو بزدلی کے نہیں بلکہ بہادری کی قدر و قیمت کے احساس کا نتیجہ ہیں اور عمر و ہمت کی آگ کو افسردہ نہیں بلکہ اس کی شعلہ افزائی میں اور اضافہ کرتے ہیں۔

دل تو چاہتا ہے کہ حسرت کے اسی ایک منظر میں غرق ہو جائے مگر ساحل کی بلندی سے صحرا کا گللگوں تختہ صاف نظر آتا ہے اور نگاہ کو کشاں کشاں اپنی طرف لے جاتا ہے یہاں کوئی ایک ہی مرقع نہیں ہے جو توجہ کا مرکز بن سکے بلکہ سچ "شہادت زار" تو ہی جگہ ہے۔ دور تک لہو کا چھڑکاؤ ہے۔ جابجا خون کے تھالے بندھ گئے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے نیزے شکستہ تلواریں، کٹے ہوئے تیروں کے انبار ہیں جو ادھر ادھر لگے ہوئے ہیں دشمنوں کے سرسراہٹوں کی تعداد میں زمین پر لڑھک رہے ہیں اور لاشے بھی بہت دور تک نظر آتے ہیں۔ ان سب کے بیچ میں بہتر یا زیادہ سے زیادہ سو سو اونورانی مجسمے خاک و خون میں آلودہ اس عالم میں ہیں۔ کہ کسی کا جسم تیروں سے پھلنی ہے۔ کسی کا سر گرز سے شکافتہ ہے۔ کسی کا پہلو خنجر سے چاک اور کسی کا سینہ نیزہ سے فگار ہے۔

ان میں سامٹ، ستر اور اسی برس تک کے بڈھے، ۱۸ سے لے کر ۳۵ برس تک کے جوان اور گیارہ بارہ برس کے کمسن بچے بھی ہیں ہاشمی خاندان کے جوانوں بلکہ بچوں تک کی سچ دھج سب سے الگ ہے۔ ان میں ایک چاند کا ٹکڑا تلوار کا پھل کھائے اس شان سے پڑا ہے۔ کہ عمامہ کے پیچ خون سے رنگین ہو کر لٹک آئے ہیں۔ اور اس حسین

چہرے پر سرے کی طرح چھل گئے پس۔ ہاتھوں میں خون کی مہندی اور سینہ پر زخموں کی بدھی
 ہے۔ یہ ہے حسن کا یتیم اور حسین کا عزیز بھتیجا قاسمؑ، جسے رخصت کرتے وقت امامؑ نے
 مرحوم بھائی کی وصیت کو پورا کرتے ہوئے پنا داماد بھی بنالیا تھا گردائے معلیٰ میں خیمہ گاہ
 کے اندران کی یادگار میں مجلہ عروسی بنا ہے اور ہندوستان میں انکی یاد میں ساتویں تاریخ مہندی اٹھتی ہے
 انہی کے پاس اٹھارہ برس کے کڑیل جوان کا لاشہ ہے جس کے ہرے کے پھول کھلنے
 کی نوبت نہ آئی۔ یہ علی اکبرؑ ہیں جنہیں حسینؑ اس لیے بہت عزیز رکھتے ہیں کہ وہ ہو رسول اللہؐ
 کی تصویر تھے ان کے رخصت ہوتے وقت حضرت امام حسینؑ نے اپنے خالق کو گواہ کر کے کہا
 تھا کہ حبيب ہم زیارت رسولؐ کے مشتاق ہوتے تھے تو اس کے چہرہ کو دیکھ لیتے تھے آج
 کے خوش عقیدہ مسلمان شبیرہ نعلین رسولؐ کی بھی جو کاغذ پر بنی ہو عزت کرتے ہیں مگر افسوس وہ
 کیسے مسلمان تھے جنہوں نے خود رسولؐ کی جیتی جاگتی ہوئی شبیرہ کا خیال نہ کیا وہ حسین اور
 مقدس حرم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

علی اکبرؑ کو دیکھتے ہی دلیں علی اصغرؑ کا خیال آتا ہے۔ وہ چھ مہینہ کا بچہ جسے حسینؑ
 نے قربان گاہ شہادت میں سب سے آخر میں پیش کیا تھا جو پیاس سے جان بلب تھا مگر پیاس
 اس کی پانی سے نہیں بلکہ پیکان تیر سے بھائی گئی۔ ان کی لاش تلاش کرنے پر بھی شہیدوں
 میں نہیں ملتی۔ ہاں زمین پر ایک چھوٹی سی قبر بنی ہوئی ہے۔ یہ اصغرؑ کی تربت ہے
 اس بچہ کو خود امام حسینؑ نے شہادت کے بعد ہی دفن کر دیا تھا۔ شاید اس لئے کہ
 امت رسولؐ کا یہ حرم اتنا سنگین تھا کہ فرزند رسولؐ کی انسانی غیرت کو خود اس منظر کے
 سامنے رہنے سے شرم دامنگیر ہوتی تھی

سب سے آخر میں لگاہ نشیب کی طرف جاتی اور وہیں ٹھہر جاتی ہے۔ یہاں ایک

تقدس کا ماہ پیکر نورانی شعاعوں کا خزانہ خونین شفق کے اندر چمکتا ہوا سورج، ایک سمہ تن جہاں
لاشہ الیا پڑا ہوا ہے جس کا سر پہلے ہی جدا ہو چکا ہے۔ اس لیے صورت سے تو پہچان
نہیں جاسکتا۔ مگر خمون کی کثرت بتلاتی ہے کہ تمام حربوں کا اصلی مقصد اور عداوتوں کا
آخری مرکز یہی تھا۔ شکستہ کمر ظاہر کرتی ہے کہ یہ وہ ہے جس کا برابر کا بھائی مار ڈالا گیا
بازو تیر سے چھدا ہوا خبر دیتا ہے کہ وہ ہے جس کے ہاتھوں پر چھ مہینہ کا بچہ نشانہ تیر
ستم ہوا خون سے رنگین ہاتھ پتہ دیتے ہیں کہ وہ ہے جس نے لشیر کا خون چہرہ پر مل لیا
تھا۔ سینہ پر کشادہ گھاؤ اور لپشت کے پار اس کا نشان بتلا رہا ہے کہ وہ ہے جس کے
سینہ پر تیر پڑا تو سامنے سے نکل نہ سکا۔ آخر لپشت کی جانب سے اسے کھینچا اور سینہ
سے خون بہانے کی طرح جاری ہوا۔ جسم کے پارہ پارہ ٹکڑے اس کی دلیل ہیں کہ وہ ہے
جس کا جسم بعد شہادت گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا گیا۔

ان خصوصیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرافت کی جان انسانیت
کی روح، صداقت کا جسم، پیغمبر اسلام کی نشانی علیؑ کا فرزند حسینؑ جو کہ بلا کے مجاہدین
کا سرگروہ اور اس ہمیشہ یاد رہنے والے کارنامہ کی مرکزی شخصیت ہے جس نے
جان دے دی مگر حق و صداقت پر آنچ نہ آنے دی جس نے عزت اسلام پر اپنی ہر چیز
قربان کر دی اور بقول خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کلمہ لا الہ الا اللہ کی از سر نو بنیاد قائم کر دی۔
آج ہر سال دنیا کے تمام مشرق و مغرب میں محرم میں ان ہی کا سوگ منایا جاتا ہے اور
ان ہی کی یاد ہے جو مختلف اندازوں پر برابر تازہ کی جاتی ہے اور شیرہ صدیوں سے
ہر سال کے بعد دوسرے سال اس میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔

ناشر: جنرل سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان اردو بازار لاہور